میں نے کہا" کام بتاؤ، چلا جاؤں گا"

کہنے لگا" میں نے اپنی بیوی کے نام ایک خط لکھا ہے۔ یہ ڈاک سے نہیں بھیج سکتا۔ آپ اسے لے جائیں اور اپنے ہاتھ سے دے دیں ــــــ یہ بڑا ضروری خط ہے"۔

میں نے وعدہ کر لیا۔ میرے جیل سے چھوٹنے کا دن آگیا تھا۔ جیل میں ہر ایک سے میرے بہت اچھے تعلقات ہو گئے تھے۔ سب لوگ مجھ سے محبت کرتے تھے۔ میرا روز کا معمول تھا کہ میں ٹیوب ویل پر جا کر کھلی فضا میں نہاتا۔ یہ عمل میں نے سخت سردی میں بھی جاری رکھا۔ تازہ پانی سے نہانے کا لطف میں کبھی نہیں بھول سکتا۔ موٹے پائپ کی دھار جب بدن پر پڑتی تو مزا آ جاتا۔ سامنے سی کلاس بیرکس تھیں وہاں سلاخوں کے پیچھے سے قیدی مجھے نہاتے دیکھتے اور تھر تھر کانپتے ــــــ یہ منظر مجھے بہت اچھا لگتا تھا ــــــ جس روز میرا جیل میں آخری دن تھا۔ میں نے اپنے معمولات میں کوئی فرق نہ آنے دیا۔ صبح قیدی بدستور دیکھ رہے تھے اور اس خیال سے دیکھ رہے تھے کہ اگلے دن کی صبح میں وہاں نہ ہوں گا۔ سب اداس تھے۔ سندر تو بہت ہی اداس تھا۔ میں اسے انعام دینا چاہتا تھا۔ کہنے لگا بس مجھے پانچ روپے دے دیجئے گا فلانے وارڈر کے ذریعے۔ میں نے کہا میں اور دے سکتا ہوں۔

کہنے لگا" نہیں ــــــ اس سے زیادہ ہرگز نہ دیجئے گا۔ اسی میں سے مجھے کچھ مل جائے تو بڑی بات ہے"۔

میں نے کہا" اچھی بات ہے"۔ کیونکہ اتنے دن رہتے رہتے مجھے بھی ان وارڈروں کا خاصا تجربہ ہو گیا تھا۔

سندر نے کہا" نیتا جی! آپ جانتے ہیں اس روپے سے میں کیا کروں گا۔ میں دھندا کروں گا بیڑی کا دھندا۔ مجھے کم از کم ایک روپیہ تو مل جائے گا۔ میں چار کٹے بیڑی کے منگواؤں گا۔ یہاں بیڑی کا ریٹ ایک آنہ ہے اس طرح سو بیڑی کے سو آنے ہو گئے یعنی چھ روپے چار آنے ــــــ بس پھر ایسے میں جب یہاں سے جاؤں گا تو میرے پاس اچھی رقم ہو گی۔ پھر ادھر گانجے کا کام بھی اچھا ہے"۔

یہاں بیڑی کا ریٹ اس لیے اونچا تھا کہ جیل میں بیڑی کی سخت ممانعت تھی۔ سیاسی قیدی ہونے کی وجہ سے مجھے یہ سعادت حاصل تھی کہ میں سگریٹ پیتا تھا۔ جب دوسرے لوگ وہاں ساتھ تھے میرا مطلب ہے دوسرے سیاسی قیدی ــــــ تو احساس بھی نہ ہوتا تھا کیونکہ سب سگریٹ